بیاد: حضرت مولانا حکیم ملت عبدالحکیم رحمہ اللہ — بانی جامعہ فرقانیہ مدنیہ

سرپرست اول: حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمہ اللہ — سابق امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

بفیضان نظر: ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی — بانی معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

بفیضان نظر: مفتی محمد حسن صاحب — امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور

دینی | علمی | تربیتی | اصلاحی

ماہنامہ فیضانِ حکیم

حضرت مولانا قاری محمد زرین نقشبندی رحمہ اللہ

حضرت مولانا قاری محمد یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ

جلد نمبر: 17 — ربیع الاول، ربیع الثانی 1448ھ بمطابق ستمبر، اکتوبر 2026ء — شمارہ نمبر: 4-3

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید ہزاروی

مُدیر: حافظ ضیاء الحق

نائب مدیر: مولانا محمد عدنان رشید

مدیر منتظم: مولانا بلال معاویہ

مجلس ادارت

★ قاری مشتاق احمد ★ مولانا رشید احمد

★ حافظ زبیر زرین ★ مولانا اسامہ مسکین

ناظم ترسیل و برائے رابطہ 0324-5236091

بدل اشتراک ★ فی شمارہ -/50 روپے ★ اندرون ملک سالانہ -/600 روپے

قانونی مشیر قاری عبدالرشید (ایڈووکیٹ سپریم کورٹ)

کمپوزنگ و ڈیزائننگ نزاکت حسین، رب نواز

جامعہ فرقانیہ مدنیہ کوہاٹی بازار، راولپنڈی فون: 051-5551943

www.jamiafurqania.org faizanehakeem1@gmail.com

دینی کاموں میں مُعاون بنئے....! یہ رسالہ اوروں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے

اور تاقیامت چلنے والے نیکیوں کے سلسلوں کا ثواب حاصل کیجئے۔

ابھی فون کیجئے....گھر بیٹھے "ماہنامہ فیضانِ حکیم" بذریعہ ڈاک حاصل کیجئے۔

0324-5236091

051-5551943

پبلشر حافظ ضیاء الحق نے روحانی آرٹ پریس، بلیو ایریا، اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر فیضان حکیم سے شائع کیا

اس شمارے میں

	مضامین	تحریر	
01	میری زباں پر ہو اکثر لا الہ الا اللہ	اثر جونپوری	03
02	نظریہ پاکستان آزادی کا تحفظ اور نسل نو!	حضرت مولانا عبدالمجید ہزاروی	04
03	پوری اُمت کی طرف سے استغفار کریں!	حضرت قاری مشتاق احمد	06
04	برکت کیا ہے؟ اس کی اہمیت کیا ہے؟	حضرت مولانا عبدالمجید ہزاروی	12
05	حیات مبارکہ: سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	مولانا نزاکت حسین شاہین	16
06	حیات مبارکہ: سبط نبی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ	مولانا طاہر رحمٰن	25
07	اولاد، والدین، ایمان، غصہ اور قرض: اقسام	مفتی زاہد محمود اشرف	32
08	حاصلِ مطالعہ	مولانا محمد عدنان رشید	34
09	یہ لوگ بھی شہید ہیں!	مولانا محمد حذیفہ رفیق	41
10	اپنی قوم سے زیادہ توقع نہ رکھے!	مولانا پیر بلال معاویہ ہزاروی	42
11	عظمتِ اہل بیت رضی اللہ عنہم	بنتِ سعید احمد	44
12	سورہ بقرہ کا کردار ہماری زندگی میں!	مولانا سمیع الحق یوسفزئی	46
13	شوگر کے مریض اور چار اہم ترین اسباق!	ڈاکٹر عبداللہ	50
14	توہم پرستی کی حقیقت اور اقسام	مفتی سید نادر شاہ	51

تجھ سا خیر البشر ہو جہاں میں کہیں ایسا ممکن نہیں، ایسا ممکن نہیں
ہوں رسالت میں ہمسر ترے مرسلیں ایسا ممکن نہیں، ایسا ممکن نہیں

رحمتِ دو جہاں ہے یہ ہستی تیری تا قیامت ہے ساری یہ بستی تیری
کوئی تجھ سا جہاں بھر میں ہو نازنیں ایسا ممکن نہیں، ایسا ممکن نہیں

نام تجھ کو محمدؐ خدا نے دیا دونوں عالم میں محمود تجھ کو کیا
تجھ سے منصب میں ہو کوئی افضل کہیں ایسا ممکن نہیں، ایسا ممکن نہیں

یہ زمیں، یہ زماں، برگ و غنچہ و گل سب ثنا خواں ہیں تقدیسِ ختمِ رُسل
کوئی انسان تجھ سا ہو کامل تریں ایسا ممکن نہیں، ایسا ممکن نہیں

عشق کی منزلیں ہے طے کرتا وہی جس کو ہو بس تیری ذات سے آگہی
چھوڑ کر تیرے در کو وہ جائے کہیں ایسا ممکن نہیں، ایسا ممکن نہیں

منزلیں عشق کی ساری آساں ہوئیں جب سے تیری ادائیں ہیں ایماں ہوئیں
بعد تیرے کسی پر ہو میرا یقیں ایسا ممکن نہیں، ایسا ممکن نہیں

تیری صورت ہے حسنِ خدائی ہوئی تیری خلقت خدا آشنائی ہوئی
تیرے انفاس سی ہو کہیں یاسمیں ایسا ممکن نہیں، ایسا ممکن نہیں

تیرے ختمِ نبوت کے اعزاز کا سارے عالم میں ہر سو ہے چرچا ہوا
بعد تیرے بھی آئے خدا کا امیں ایسا ممکن نہیں، ایسا ممکن نہیں

تیرے لطف و کرم کی ہو مجھ پہ نظر روزِ محشر ہو تیری شفاعت اگر
خلد سے دور ہو پھر حبیبِ حزیں ایسا ممکن نہیں، ایسا ممکن نہیں

اداریہ

عمارتِ اسلام کی آخری اینٹ

عبدالمجید ہزاروی

چھ اور سات ستمبر دونوں ہی دن پاکستان کی تاریخ میں ایک نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔

6 ستمبر وطن کی سپاہ نے جرأت اور بہادری، ایمان، تقویٰ جہاد فی سبیل اللہ کے جذبے سے سرشار ہوکر اور قومی یکجہتی اور قومی اتفاق کی طاقت کے ساتھ دشمن کے ناپاک عزائم خاک میں ملا دیے۔ یہ بھی وطنِ عزیز کی ایک تاریخ ہے 1965ء کہ وطنِ عزیز کی سپاہ نے اپنی جرأت اور بہادری، شہادت کے جذبے، ایمان کی طاقت، جہاد فی سبیل اللہ کا جذبہ، اس طاقت کے ساتھ جب وہ کھڑی ہوتو دشمن اس کے سامنے ڈھیر ہوگئے۔

اور پھر اس دور میں وطنِ عزیز اور یہ قوم، یہ بھی متحد تھی، یک جان تھی، اپنے سپاہ کے ساتھ کھڑی تھی تو گویا کہ اس ملک کے دفاع کی جو سب سے پہلی دفاعی لائن ہے، وہ اس قوم کی یک جہتی ہے، اس قوم کا اتفاق ہے، اس قوم کا آپس کا اتحاد ہے۔

دشمن جب بھی اس کے دفاع پر حملہ آور ہوگا، سب سے پہلے اس کی یکجہتی اور اس کے اتفاق پہ حملہ آور ہوگا۔

پہلے وہ اس دفاعی لائن پہ حملہ آور ہوگا، پہلے وہ اس کی اس طاقت کو ختم کرے گا۔

1965ء میں اگر سپاہ اور پاکستان کی افواج نے اس مبارک جذبے کے ساتھ دشمن کو شکست دی ہے تو اس کے ساتھ اس پوری قوم کا آپس کا اتحاد اور آپس کی یکجہتی تھی اور یہ پوری قوم متحد اپنے سپاہ کے ساتھ کھڑی تھی تو دشمن نامراد ہوا۔

یہ وطنِ عزیز اللہ کی ایک نعمت ہے، اس کی دفاعی لائن ہمارا آپس کا اتفاق اور ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم کسی طرح بھی اس یکجہتی کو اور دفاعی لائن کو خطرے میں نہ ڈالیں، بلکہ اسے مضبوط بھی کریں اور اس کی حفاظت بھی کریں۔

1965ء کا وہ جذبہ اور وہ کردار ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے کہ اگر ہم نے اس ملک کی حفاظت کرنی ہے اور اسے محفوظ رکھنا ہے اور اسے طاقتور بنانا ہے تو پھر ہمیں اپنی یکجہتی کی حفاظت کرنی ہوگی۔ اپنے اتفاق کی حفاظت کرنی ہوگی۔ ہمیں اس طاقت کو مضبوط کرنا ہوگا۔

دوسری طرف 7 ستمبر کو مسلمانوں کے عقیدے کی حفاظت ہوئی۔

اسلام کی پوری عمارت جس عقیدے پر کھڑی ہے وہ ”عقیدہ ختمِ نبوت“ کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اگر عقیدہ ختمِ نبوت پر ایمان نہ رہے تو اسلام کی پوری عمارت گر جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

”میری امت میں تیس دجال، کذاب پیدا ہوں گے، سارے جھوٹے ہوں گے اور وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے، میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کسی نبی نے نہیں آنا۔“

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جو سب سے پہلے اسلامی جہاد ہوا، وہ مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں یمامہ کے مقام پر ہوا، جسے تاریخ میں جنگِ یمامہ سے یاد کیا جاتا ہے اور صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے سب سے زیادہ قربانی اس عقیدے کی حفاظت کی خاطر دی۔ پانچ سو سے چھ سو تک صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے جن میں حفاظ صحابہ کی تعداد 70 بیان کی جاتی ہے...... یہ ساری قربانی ”عقیدہ ختمِ نبوت“ کی حفاظت میں دی گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور سے یہ سلسلہ چلا آرہا تھا کہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا، اسلامی حکومت اس کا سر قلم کر دیا کرتی تھی۔ اس امت کا سلوک ایسے لوگوں کے ساتھ ہمیشہ یہ رہا ہے۔

اس برصغیر میں 1857ء میں انگریز نے ہمارے لاکھوں مسلمانوں کو شہید کیا، لیکن وہ اسلام کی بنیاد اسلام کو نہ ختم کر سکے۔ اس نے ایک نئی موثر تدبیر شروع کی کہ متحدہ ہندوستان میں ایک وکیل قادیان کے گاؤں سے کھڑا کیا...... اُس وقت متحدہ ہندوستان تھا اور قادیان اس متحدہ ہندوستان کا ایک گاؤں تھا...... وہاں سے ایک وکیل کھڑا کیا، جس کا نام مرزا غلام احمد تھا،

اس نے مسلمانوں کے جذبات سے آہستہ آہستہ کھیلنا شروع کیا...... کبھی مہدویت کا دعویٰ کیا تو کبھی اپنے آپ کو موعود مسیح کہنے لگا، پھر اس نے دعویٰ کیا نبوت کا کہ بغیر شریعت کے میں نبی ہوں...... بڑھتا چلا گیا، پھر اس نے صاف اعلان کر دیا۔

پھر اس کے قادیانی لٹریچر میں یہ سب کچھ موجود ہے کہ میں نبی ہوں، میں رسول ہوں، میری طرف وحی آتی ہے اور میری طرف نئے مسائل بھی آئے ہیں اور نئے مسائل میں ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ جہاد آج کے بعد سے منسوخ ہو گیا۔

انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا، انگریز کا کھڑا کیا ہوا یہ فتنہ تھا۔ علامہ اقبال رحمہ اللہ نے انگریز سے کہا کہ تم مردم شماری میں انہیں مسلمانوں میں شامل مت کرو، کیونکہ ان کا عقیدہ نہ ہمارے ساتھ ہے، نہ ان کی عبادت ہمارے ساتھ ہے، نہ ان کا کلمہ ہمارے ساتھ ہے اور نہ ان کی معاشرت ہمارے ساتھ ہے۔ ان کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں، یہ الگ اقلیت ہے، لیکن انگریز کہاں مانتا، اس کا تو مقصد ہی یہ تھا کہ یہ مسلمانوں میں مل جل کے رہیں اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کریں۔

اُس نے تو اس فتنے کو کھڑا ہی اس لیے کیا اور اس نے اپنے تمام وسائل اس فتنے کی آبیاری کے لیے اور اسے طاقتور بنانے کے لیے لگائے اور آج پوری دنیا میں اس فتنے کے مراکز موجود ہیں جو مسلمانوں میں رہ کر کفر کا زہر اُگل رہا ہے۔ مسلمانوں میں رہتا ہے اور کفر کا زہر مسلمانوں میں پھیلا رہا ہے۔

پاکستان میں **1953**ء سے لے کر **1974**ء تک ایک تحریک چلی انہیں غیر مسلم قرار دینے کے لیے، غیر مسلم تو تھے ہی...... لوگ بسا اوقات کہتے ہیں کسی کو غیر مسلم بنانا فلاں کا کام ہے۔ نہ نہ میاں! غیر مسلم تو آدمی خود اپنے عقیدے اور نظریے کی بنیاد کی وجہ سے بنتا ہے۔ اہل علم تو صرف بتاتے ہیں کہ اس عقیدے سے مسلمان نہیں رہتا۔ وہ تو مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کرتے ہیں کہ اس عقیدہ کے ہوتے ہوئے، اس نظریے کے ہوتے ہوئے یہ مسلمان نہیں رہتا۔ کوئی کسی کو غیر مسلم اور کافر نہیں بناتا، کافر تو خود اپنے نظریے اور عقیدے سے آدمی بنتا ہے۔

1953ء سے لے کر **1974**ء تک تحریک چلی اور مسلمانوں نے **10** ہزار سے

زائد قربانیاں دیں اس تحریک میں، یہ خوش نصیبی تھی کہ مسلمانوں کے تمام مسالک اور تمام عوام اور علماء کی سرپرستی اور قربانی اس کی وجہ سے اس کے نتائج آئے کہ **1974**ء میں پاکستان کی قانون ساز اسمبلی سے جس طبقے کے پاس اقتدار تھا ان کے پاس جب اہل علم کے دلائل آئے اور تمام مسالک کا آپس کا اتفاق سامنے آیا تو وہ بھی اس کے قائل ہونے پر مجبور ہوئے۔ جب ان کے سامنے دلائل یہ بھی آئے کہ قادیانیوں کا طریقہ یہ ہے کہ جو ان کے مرزا قادیانی کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتا، وہ مسلمان نہیں، بلکہ وہ تو پوری دنیا کے مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ ان کا تو یہ عقیدہ اور نظریہ ہے کہ اللہ کی وحی اس پر بھی آتی ہے، اس کا تو یہ نظریہ اور عقیدہ ہے کہ اس کے پاس جدید مسائل کی وحی بھی آتی ہے، وہ تو قرآن کی بہت ساری آیات کو بھی مسخ کر کے پیش کرتا ہے تو اس وقت کی قانون ساز اسمبلی جس میں بہت کمزور ایمان والے بھی ہیں اور جن کا ایمان بہت کمزور تھا، جب اہل علم کے یہ سارے دلائل اکٹھے آئے تو اس پر سب کا اتفاق ہوا کہ یہ گروہ، اس کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جب مسلمانانِ پاکستان نے قانونی طور پر بھی اس طبقے کو غیر مسلم قرار دیا اور ایک اقلیت قرار دیا...... لیکن آج یہ اقلیتی حقوق سے بھی محروم ہیں...... اس لیے کہ یہ طبقہ آج تک اپنے آپ کو اقلیت نہیں مانتا ہے...... اگر یہ اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت مان لے تو جیسے ہندو، سکھ دیگر اقلیتیں ہیں وہ حقوق اسے بھی ملیں گے...... لیکن یہ تو عالمی استعمار کی سازش ہے کہ اسے مسلمان ہی رہنا ہے اور دنیائے کفر کی طاقت پیچھے ہے کہ اسے مسلمان ہی رہنا ہے...... مسلمانوں ہی کے اندر مسلمانوں ہی کے حقوق دینے ہیں...... اگرچہ مسلمانوں کے ہاں یہ قانون پاس ہو گیا...... لیکن اہل باطل جس نے اس پودے کی پرورش کی...... اس کو کاشت کیا اور اس فتنے کے پیچھے اپنے وسائل لگائے...... اس کا تو مشن ہی یہی ہے کہ یہ مسلمانوں میں رہے اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرے تو ایک تاریخ ہے وطنِ عزیز کی کہ جہاں مسلمانوں نے بڑی قربانیاں دیں...... لیکن چوں کہ آج نئی نسل کے سامنے اس کے حقائق نہیں ہیں تو عام مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی مسلمانوں کے دیگر فرقوں کی طرح ایک فرقہ ہے...... دیگر مسلکوں کی طرح ایک مسلک ہے...... حالاں کہ اس فتنے کی بنیاد کفر پر ہے اور اسلام کے اس بنیادی عقیدے کے خلاف ہے...... جس پر پورے اسلام کی عمارت کھڑی ہے ختمِ نبوت، مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ — یہ تو اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی خصوصیت ہے کہ جس سلسلہ نبوت کا حضرت آدم علیہ السلام سے آغاز ہوا...... اس کا اختتام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مبارک عمارت کی سب سے آخری اینٹ...... جس سے نبوت کا پورا باب ختم ہو گیا اور کوئی آدمی اس عقیدے پر حملہ آور ہو تو میں نے عرض کیا کہ تاریخِ اسلام میں اُمتِ مسلمہ نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

اس عہد کی سب سے بڑی شخصیت جو انتہائی درجے کی رقتِ قلب، دل کی نرمی رکھنے والی شخصیت تھی اور انتہائی درجے کی شفقت رکھنے والی شخصیت، وہ ہے خلیفۃ المؤمنین حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... لیکن جب آپ کے سامنے یہ فتنہ مسیلمہ کذاب کی شکل میں آیا تو آپ نے اسلامی جہاد کا آغاز اس فتنے کے مقابلے میں کیا اور اس کے مقابلے میں مسلمانوں نے بہت بڑی قربانیاں دیں۔ اللہ تعالیٰ اس عقیدہ ختم نبوت اور ملک عزیز کی حفاظت فرمائے۔ آمین

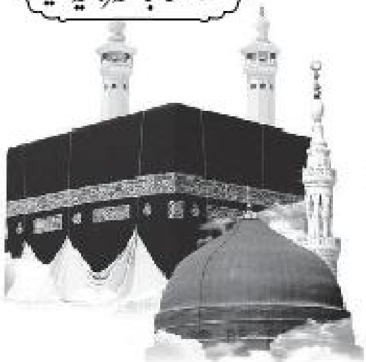

درسِ قرآن

شیخ الحدیث قاضی مشتاق احمد صاحب

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی تقاضے اور ہماری غفلت

مومن کا دل محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار ہونا...... لازمی اور فطری بات ہے اور یہ محبت علی وجہ الاتم تمام مادی نسبتوں اور چیزوں سے بڑھ کر ہونا...... کمال ایمان کی نشانی اور عند اللہ مطلوب ہے: "لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ." (صحیح بخاری)

"تم میں سے کوئی کمال ایمان کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک میں اُس کے نزدیک اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! میری ذات کے بعد مجھے آپ سے سب سے زیادہ محبت ہے،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا ایمان کامل نہیں،

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ مجھے اپنی ذات سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی قسم تمہارا ایمان اب مکمل ہوا۔"

قدرتی دستور اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا مطالبہ عمل ہی ہے...... صرف زبانی دعوائے محبت یا تصدیقِ قلبی و اقرار لسانی کافی ہوتا تو عہدِ نبوت سے آج تک کوئی منافق اور کافر نہ ہوتا، جب تک کہ کردارِ عملی کا اظہار نہ ہو، مومن اور منافق میں امتیاز، موحد اور مشرک میں امتیاز کیسے ہوتا؟!

عمل پیمانہ ہے مومنِ صادق اور منافق کے درمیان، عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے

باب میں زبانی دعوائے محبت اُس پھول کی مانند ہے جو کاغذ سے بنا ہو، جس میں خوشبو چھو کر بھی نہ گزری ہو۔

یہی وجہ ہے کہ شیطان عمل ہی سے مومن کو روکتا ہے...... اور اللہ کے یہاں بھی بندہ مستحقِ اجر عمل ہی کے بعد ہوتا ہے...... علم بغیر عمل کے حجت ہوگا...... بے عملی کی زندگی موجبِ غضبِ الٰہی ہے اور باعثِ رسوائی ہے...... انسان کی طبیعت میں یہ بات فطرتاً داخل ہے کہ وہ اپنے ادنیٰ سے محسن کا بھی زندگی بھر ممنون ہوتا ہے...... اس کے حکم اور ہر اشارے کو روبہ عمل لانے کے لیے بے تاب ہوتا ہے...... لیکن جہاں محسنِ اعظم امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ماننے اور اطاعت کرنے کی بات آتی ہے تو پھر انجان ہو جاتے ہیں۔

ساری کائنات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات نصف النہار کے سورج کی طرح عیاں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت دل کا اطمینان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت شرطِ ایمان ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل آوری وصفِ مسلمان ہے...... حضرات صحابہ کرام میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل محبت اور سچے عشق کے ساتھ ساتھ بھرپور عمل بھی تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ صرف حکم بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہر عمل کو بھی اپنی عملی زندگی کا حصہ بنایا۔

انفرادی ہو یا اجتماعی زندگی، شخصی معاملات ہوں یا ملکی یا بین الاقوامی معاہدات، حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد، مصلے پر ہو یا بسترِ حرم پر، ہر موقع پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اسوہ کو اپنے دامنِ عمل سے پیوستہ رکھا۔ بعد والوں کے لیے وہ مقدس جماعت منارہ منزل بن گئی...... اتباعِ سنت کے لیے انہیں نہ بادشاہ کی پرواہ ہے، نہ باپ کی، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو بجالانے میں نہ دریا حائل ہوتا تھا، نہ جنگل و بیاباں اور صحراء نہ گلستاں، اسی بنا پر باطل ان کے رعب سے لرز اٹھتا۔

قرآنِ پاک میں بے شمار مقامات پر اللہ رب العزت نے ایمان باللہ کے ساتھ عملِ صالح کا ذکر بکثرت کیا ہے:

"اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا." (الکہف: 107)

ترجمہ: "جو لوگ ایمان لائے ہیں اور کیے ہیں بھلے کام، ان کے واسطے ہے ٹھنڈی چھاؤں کے باغ مہمانداری۔"

ایک اور جگہ پر فرمایا: ساری انسانیت خسران میں ہے سوائے ایمان اور عملِ صالح کے:

"اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ، اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ." (العصر: 2،3)

ترجمہ: "سراسر انسان نقصان میں ہے، مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کیے۔"

ایک مقام پر یوں ذکر کیا:

"وَمَنْ يَّعْمَلْ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ." (المؤمن: 40)

ترجمہ: "جو نیک کام کرتا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ مومن ہو ایسے لوگ جنت میں جاویں گے (اور) وہاں بے حساب ان کو رزق دیا ملے گا۔" (تھانوی)

ایک مقام پر اپنی ذات سے محبت کرنے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع کرو۔"

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ." (آل عمران: 31)

ترجمہ: "تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو، تا کہ محبت کرے تم سے اللہ اور بخشے گناہ تمہارے۔"

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر دو انعامات سے نوازنے کا وعدہ کیا ہے: ایک اپنی محبت اور دوسرا گناہوں کی مغفرت۔ ایک حدیثِ پاک میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ." (مشکوۃ)

ترجمہ: "تمہارا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک تمہاری خواہشات اور جذبات اس دین کے تابع نہ ہو جائیں جس کو میں لے کر آیا ہوں۔"

اس کا عملی نمونہ ہم کو دیکھنا ہے تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی دیکھیں کہ انہوں نے کیسے لازوال نمونے بعد والوں کے لیے چھوڑے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کدو پسند نہ تھا...... آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کر کے کھاتا دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شوق ہو گیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما محض اتباعِ سنت کی غرض سے اس مقام پر بیٹھ گئے جہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر کے دوران قضائے حاجت کے لیے گئے تھے، کچھ دیر آپ بھی اسی مقام پر بیٹھ گئے۔(حي ا? الصحابۃ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجرِ اسود کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

’’میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا اگر میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ کرتے ہوئے نہ دیکھتا۔(الشفاء)

قاضی عیاض نے ’الشفاء‘ میں فرمایا:

’’واقعتاً کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو محبوب کی محبوبات و مرغوبات، حتیٰ کہ مباحات سے بھی محبت ہو جاتی ہے۔ایک سچے عاشقِ رسول کا جذبہ یہ ہوتا ہے اور ہونا چاہیے کہ وہ کردار کا غازی بنے، نہ کہ محض گفتار کا۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا اور ہر حکم کو اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں عملی طور پر بجالائے۔

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

’’اَلْمُتَمَسِّکُ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ شَهِیْدٍ.‘‘(معجم اوسط للطبرانی)

’’لوگوں کے فساد کے وقت جو میری سنت کو اپنائے گا اللہ اسے شہید کا ثواب عطا فرمائے گا۔‘‘

مقامِ افسوس ہے کہ آج ہماری دین کے اعتبار سے حس مفقود ہو گئی...... سنن، مستحبات، مباحات تو دور کی بات ہے، فرائض کا بھی پتہ نہیں...... صلہ رحمی، ایثار، ہمدردی، تالیفِ قلب تو دور کی بات، حقوقِ واجبہ و لازمہ تک بھی ادا نہیں ہوتے...... منکرات پر نہ دل ناراض ہوتا ہے، نہ بے دینی کے ماحول میں بے چینی ہوتی ہے...... معروفات کی تلقین ہے نہ دینی فضاء سے وابستگی...... سچی محبت عمل پر ابھارتی ہے، سچا عشق اطاعت کا پابند بناتا ہے، ورنہ زبانی دعویٰ، محض دعویٰ ہے اور کچھ نہیں۔اللہ ہمیں توفیقِ عمل نصیب فرمائے۔آمین

درسِ حدیث

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عبدالمجید ہزاروی

*انتہائی کمال کا نبوی نسخہ *

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَأَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ.

یہ صرف 12 الفاظ کی دعا ہے، مگر اس میں ساری دنیا اور آخرت کی بھلائی سمودی گئی ہے۔ایک ایک لفظ کو کھول کر دیکھیے:

1: اَللّٰھُمَّ...... یااللہ! خاص اللہ کے نام سے شروع، جو سارے ناموں کا سرِ چشمہ ہے۔اس ایک لفظ میں کامل توحید ہے۔

2: اِکْفِنِیْ...... مجھے کافی کردیں، بے نیاز کردیں، محفوظ رکھیں، میری حاجت روائی کردیں۔

☆-"اِکْفِنِیْ" میں تینوں طرح کی کفایت مانگی گئی:

1: کفایتِ رزق (مال کی)...... 2: کفایتِ نفس (دل کی)...... 3: کفایتِ عقل (سوچ کی)

3: بِحَلَالِکَ...... آپ کے حلال سے، یعنی وہ رزق جو آپ کی طرف سے پاک ہو، برکت والا ہو، طیب ہو، آپ کے حکم کے مطابق ہو۔

☆- یہاں بندہ یہ کہہ رہا ہے: "اے اللہ! میرا رزق آپ کے ہاتھ سے ہو، مخلوق کے ہاتھ سے نہیں۔"

4: عَنْ حَرَامِکَ...... آپ کے حرام کردہ اُمور سے بے نیاز کردیں۔

☆- یہاں صرف "حرام نہ کھانے" کی دُعا نہیں، بلکہ تین اعلیٰ درجے مانگے گئے:

1: حرام کی مجبوری نہ ہو...... 2: حرام کی طرف رغبت نہ ہو...... 3: حرام کی طرف نظر بھی نہ جائے

یہی وجہ ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

"یہ دُعا پڑھنے والا حرام سے اِس طرح بچ جاتا ہے جیسے شیر سے بھاگتا ہے۔"

5: وَأَغْنِنِی...... اور مجھے غنی کردیں، بے نیاز کردیں۔

☆- غنا دو طرح کا ہوتا ہے: 1- غنائے مال (دولت) 2- غنائے نفس (دل کی بے نیازی)

اس دعا میں دوسرا غنا مانگا گیا، جو افضل ہے...... نبی نے فرمایا:

"لَیْسَ الْغِنَی عَنْ کَثْرَۃِ الْعَرَضِ، وَلَکِنَّ الْغِنَی غِنَی النَّفْسِ" (بخاری، مسلم)

ترجمہ: مال و سامان کی کثرت کا نام مالداری نہیں بلکہ حقیقی مالداری تو دل کا (غنی) مالداری ہے۔

6: بِفَضْلِکَ...... آپ کے فضل سے، نہ کہ میری محنت سے، نہ میری عقل سے، نہ میرے کاروبار سے...... یہ لفظ بندے کی عاجزی کی انتہا ہے۔وہ کہہ رہا ہے:

"اے اللہ! میں کچھ بھی نہیں، سب آپ کا فضل ہے۔"

7: عَمَّنْ سِوَاکَ...... آپ کے سوا سب سے۔یعنی: لوگوں سے مانگنے سے بچالیں...... قرض لینے سے بچالیں...... چاپلوسی کرنے سے بچالیں...... کسی کے احسان تلے دبنے سے بچالیں...... دنیا کے کسی طاقتور کے آگے جھکنے سے بچالیں...... یہ عزتِ نفس کی آخری حد ہے۔

بڑے علماء کی تشریحات

☆- امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ دعا قناعت کا سب سے بڑا نسخہ ہے...... جو اِسے پڑھتا ہے، اُس کا دل دنیا سے نکل جاتا ہے۔" (احیاء العلوم)

☆- علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ دعا توحیدِ ربوبیت، توحیدِ اُلوہیت اور توحیدِ اسماء وصفات کا نچوڑ ہے۔ (عدۃ الصابرین)

☆- الشیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"جو اِس دُعا کو صبح وشام 7 بار پڑھے، اللہ اُسے حلال سے مالا مال اور حرام سے پاک کردیتا ہے۔"

☆- مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ دعا پڑھنے سے رزق میں ایسی برکت ہوتی ہے کہ تھوڑا بہت بہت نظر آنے لگتا ہے۔"

نتیجہ: یہ دعا کیوں بہت افضل ہے......؟

کیونکہ اس میں بندہ چار سب سے بڑی چیزوں سے نجات مانگ رہا ہے:

1: حرام کی مجبوری...... 2: حرام کی خواہش...... 3: مخلوق کی غلامی...... 4: دل کی تنگدستی۔

اور چار سب سے بڑی چیزیں طلب کر رہا ہے:

1: حلال کی برکت...... 2: دل کی قناعت...... 3: اللہ کا فضل...... 4: عزتِ نفس۔

اللہ تعالیٰ! ہمیں مسنون دُعاؤں کا اہتمام نصیب فرمائے۔آمین

مولانا نزاکت حسین شاہین

40 خصوصیات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

﴿1﴾......عالمگیر رسالت:

پہلے تمام نبی کسی علاقے یا مخصوص قوم کی طرف مبعوث کئے جاتے تھے...... جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک آنے والی تمام انسانیت کے نبی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ.

''اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (سورۃ السباء:28)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''پہلے ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے (قیامت تک آنے والے) سب لوگوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔'' (صحیح البخاری:335)

﴿2﴾......تمام انبیاء پر برتری:

اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام انبیاء سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لے کر یہ ثابت کر دیا کہ آپ ہی سارے انبیاء سے افضل ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ.**

اور جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں

پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمہیں ضرور اُس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اُس کی مدد کرنی ہوگی اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم نے اقرار کیا اور اُس اقرار پر میرا ذمہ لیا (یعنی مجھے ضامن ٹھہرایا) انہوں نے کہا (ہاں) ہم نے اقرار کیا (اللہ نے فرمایا کہ تم (اس عہد و پیمان کے) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔'' (سورۃ آل عمران:81)

معراج کی سیر میں بھی اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کی امامت کا منصب آپ کو عطا فرمایا ہے جو آپ کے لیے بڑی عظمت کی بات ہے۔

﴿3﴾......خاتم النبیین کا اعزاز:

فرمان باری تعالیٰ ہے: **مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا.** (سورۃ الاحزاب:40)

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں۔ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری مثال اور ان تمام انبیاء کرام کی مثال جو مجھ سے پہلے آ چکے ہیں اس آدمی کی طرح ہے کہ جس نے مکان بنایا اور بہت اچھا اور خوبصورت بنایا لیکن مکان کے ایک کونے میں سے ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی لوگ اس کے مکان کے چاروں طرف گھومے وہ مکان ان کو بڑا اچھا لگا اور وہ مکان بنانے والے سے کہنے لگے کہ آپ نے اس جگہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھ دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اینٹ میں ہی ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (صحیح البخاری:3535)

﴿4﴾......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار سب سے زیادہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ). (صحیح مسلم:196)

قیامت کے دن سب سے زیادہ پیروکار میرے ہوں گے۔''

﴿5﴾......سورہ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کا تحفہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز جبرائیل

علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اُنہوں نے اُوپر سے دروازہ کھلنے کی زوردار آواز سنی اپنا سر اٹھایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ یہ آسمانوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جو آج سے پہلے بھی نہیں کھلا، اس سے ایک فرشتہ نازل ہوا ہے جو آج سے پہلے بھی زمین پر نازل نہیں ہوا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (2) دو نور مبارک ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہ نور کسی نبی کو عطا نہیں کیے گئے (وہ یہ ہیں) سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری دو آیات، مزید فرمایا: کہ جو شخص یہ دو آیات پڑھے گا اُسے اُس کی مانگی ہوئی چیز ضروری دی جائے گی۔'' (صحیح مسلم:1877)

﴿6﴾......﴿7﴾......﴿8﴾......

مال غنیمت کی حلت......تمام زمین کا پاکیزہ اور مسجد ہونا......ایک ماہ کی مسافت سے رعب:

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے پانچ ایسی خصوصیات سے نوازا گیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی کو عنایت نہیں کی گئیں۔''

1۔ ''ہر نبی کو خاص اس کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے ہر سرخ اور سیاہ کی طرف بھیجا گیا ہے۔''

2۔ پہلے کسی نبی کے لیے مال غنیمت حلال نہ تھا لیکن میرے لیے اسے حلال کیا گیا ہے۔''

3۔ اور صرف میرے لیے ہی تمام زمین پاک، مطہر اور مسجد بنادی گئی ہے لہٰذا جو شخص کہ پالے اس کو نماز وہ اسی جگہ نماز پڑھ لے۔''

4۔ اور میری ایسے رعب سے مدد کی گئی جو (لوگوں پر) ایک ماہ کی مسافت سے طاری ہو جاتا ہے۔''

5۔ اور مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔'' (صحیح مسلم:1163)

﴿9﴾......روز قیامت سفارش کا حق

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے اختیار دیا گیا کہ میں شفاعت کو اختیار کرلوں یا اپنی نصف امت جنت میں داخل کروالوں، تو میں نے شفاعت کو اختیار کرلیا اور یہ اس شخص کے لیے ہے جس نے موت

تک اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا۔'' (جامع الترمذی:2441)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا اور لوگ قیامت کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کریں گے (اور ایک حدیث میں ہے کہ لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی جائے گی کہ کس طرح قیامت کی پریشانی کو دور کیا جائے) تو وہ کہیں گے ہم کسی شخص کو اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کرنے کے لیے لاتے ہیں تاکہ وہ ہمیں اس جگہ کی پریشانی سے نجات دلائے......تو انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''پھر لوگ حضرت آدم کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ آدم ہیں...... تمام انسانوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا اور آپ کے جسم میں اپنی روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ اپنے رب سے ہماری شفاعت کریں تاکہ وہ ہم کو اس پریشانی سے نجات دے۔ حضرت آدم علیہ السلام اس موقع پر اپنی خطا یاد کریں گے اور فرمائیں گے کہ یہ میرا مقام نہیں ہے۔ (ان کو اپنے رب سے حیا آئے گی) لیکن تم نوح کے پاس جاؤ جو کہ پہلے رسول ہیں......اللہ تعالیٰ نے ان کو مبعوث فرمایا تھا، پھر لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونگے اور حضرت نوح علیہ السلام بھی معذرت کرلیں گے اور فرمائیں گے کہ مجھ سے ایک خطا ہوگئی تھی لہٰذا مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔

تم ایسا کرو ابراہیم کے پاس جاؤ......اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا خلیل بنایا تھا تو لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی معذرت کریں گے اور اپنی خطا کا ذکر کرکے رب کے سامنے اس فعل سے باز رہیں گے اور فرمائیں گے کہ موسیٰ کے پاس جاؤ، اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا تھا اور ان کو تورات عطا کی تھی۔

تو لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی خطا کا ذکر کرکے معذرت کرلیں گے اور اپنے رب کے سامنے حاضر ہونے سے حیا کریں گے اور کہیں گے کہ تم عیسیٰ کے پاس جاؤ جو کہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے......تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ......جن کے پہلے اور پچھلے سب گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا...... پھر لوگ میرے پاس حاضر ہوں گے اور میں اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت مل جائے گی پھر میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہیں گے مجھے اسی حالت میں رہنے دیں گے پھر مجھے کہا جائے گا۔

اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک اٹھائیں اور کہیں آپ کی بات قابل سماعت ہے۔ آپ سوال کریں آپ کو دیا جائے گا، سفارش فرمائیں آپ کی سفارش قابل قبول ہے۔"

تو اس موقع پر میں اپنے رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کروں گا جو اس وقت مجھے سکھائی جائے گی پھر میں سفارش کروں گا تو میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی میں ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا پھر میں سجدے میں چلا جاؤں گا جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہیں گے مجھے اسی حالت میں چھوڑ دیں گے پھر کہا جائے گا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہیں آپ کی بات قابل سماعت ہے، سوال کیجئے عنایت کیا جائے گا، سفارش فرمائیں، قبول کی جائے گی۔

تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا تو رب تعالیٰ کی تحمیدات کروں گا جو کلمات اللہ تعالیٰ مجھے اس وقت سکھائیں گے پھر میں سفارش کروں گا تو میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی پس میں ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔

راوی حدیث کہتے ہیں معلوم نہیں کہ تیسری یا چوتھی دفعہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے جہنم میں اب صرف وہ ہیں جن کے لیے ہمیشہ ہمیشہ جہنم ہے اور قرآن نے ان کے لیے ہمیشہ جہنم میں رہنا واجب کر دیا ہے۔" (صحیح مسلم:423)

﴿10﴾...... آسمانوں کی سیر:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا کر معراج اور سیر کروائی اور کئی ایک تحائف سے نوازا، ان میں سے سرفہرست نماز ہے یہ اعزاز کسی دوسرے نبی کو حاصل نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ. (سورۃ الاسراء:1)

"وہ (ذات) پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا تاکہ اُسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائے، بیشک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔"

﴿11﴾...... نماز میں آگے پیچھے یکساں دیکھنا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا تم سمجھتے ہو کہ میری توجہ صرف سامنے ہوتی ہے اللہ کی قسم! تمہارا رکوع اور سجدہ مجھ سے مخفی نہیں ہوتا میں تمھیں اپنی پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔" (صحیح بخاری:418)

﴿12﴾...... آسمانوں کی سیر:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے زمین سے اٹھیں گے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں سب سے پہلا شخص ہوں جس سے قیامت کے دن زمین (قبر) پھٹے گی۔"

اور بعض دوسری روایات میں یہ الفاظ زائد ہیں: "میں سب سے پہلے سفارش کرنے والا اور وہ پہلا شخص ہوں جس کی سفارش قبول کی جائے گی۔" (صحیح مسلم:1782)

﴿13﴾...... سب سے پہلے پل صراط عبور کریں گے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جہنم کے اوپر ایک پل رکھا جائے گا سب سے پہلے میں اس سے گزروں گا۔" (صحیح بخاری:6573)

﴿14﴾...... سب سے پہلے جنت میں داخلہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(دنیا میں آنے میں) ہم آخری ہیں قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔" (صحیح بخاری:876)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔" (صحیح مسلم:196)

﴿15﴾...... جنت میں بلا حساب داخلہ:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ستر ہزار افراد بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے، ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار مزید ہوں گے یہ امتیاز کسی اور نبی کو حاصل نہیں۔"

(صحیح بخاری:6541)

﴿16﴾...... جنت میں سب سے زیادہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جنتیوں کی ایک سو میں صفیں ہوں گی اسی (80) صفیں اُمت محمدیہ کی اور چالیس باقی دوسری امتوں کی ہوں گی۔'' (جامع الترمذی:2546)

﴿17﴾......دل بیدار آنکھیں سوتی ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے آپ سے استفسار کیا:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوجاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔'' (صحیح بخاری:3569)

﴿18﴾......سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا:

اللہ تعالی نے آپ کو یہ اعزاز بھی دیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سونے کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا، ابن عباس میں خون کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوئے حتی کہ خراٹے بھرنے لگے پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ (صحیح بخاری:138)

﴿19﴾......اگلے پچھلے گناہوں کی معافی:

اللہ تعالی نے سابقہ انبیاء میں سے کئی انبیاء کا تذکرہ فرمایا اور ان کی غلطیوں کی نشاندہی بھی کی مثلاً: اور آدم نے اپنے پروردگار کے حکم کے خلاف کیا تو (وہ اپنے مطلوب سے) بے راہ ہو گئے، پھر ان کے پروردگار نے ان کو نوازا تو ان پر مہربانی سے توجہ فرمائی اور سیدھی راہ بتائی۔'' (سورۃ طہ 122-121)

مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مطلق فرمایا:

''تا کہ اللہ تمہاری اگلی اور پچھلی لغزشیں بخش دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دے۔'' (سورۃ الفتح:2)

عطاء بن رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور عبید بن عمیر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ہمیں کوئی ایسا واقعہ بتائیں جو آپ کو سب سے زیادہ بھلا لگا ہو۔ یہ سن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور فرمایا: ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کیلئے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''اے عائشہ! آج مجھے اپنے رب کی عبادت کرنے دو۔''

میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب پسند ہے اور جو چیز آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کو خوش کرے وہ بھی پسند ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور وضو فرمایا، پھر نماز کیلئے کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل روتے رہے حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی تر ہو گئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم روتے رہے، یہاں تک کہ قمیص کا اگلا حصہ تر ہو گیا اور پھر روتے رہے حتی کہ زمین بھی نمدار ہو گئی۔

اس دوران میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کا کہنے آ گئے۔ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے ہیں۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ رو رہے ہیں؟

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اگلی پچھلی سب لغزشیں معاف کر دی ہیں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ آج رات مجھ پر کچھ آیات نازل ہوئی ہیں۔ اُس آدمی کی تباہی و بربادی ہے جو ان کو پڑھے اور ان میں غور نہ کرے۔''

اور وہ یہ آیات ہیں:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ

''زمین و آسمان کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں ہوش مند لوگوں کیلئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ (سورۃ آل عمران:190)، (صحیح ابن حبان:2/386)

﴿20﴾......نماز بیٹھ کر پڑھنے میں بھی پورا ثواب:

اسلام کا عام قانون ہے کہ اگر آدمی بغیر عذر کے بیٹھ کر نماز پڑھے گا تو اسے نصف (آدھا) ثواب ملے گا لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر بھی پورا ثواب ملے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آدمی کی بیٹھ کر نفل نماز نصف ثواب رکھتی ہے اور آپ بیٹھ کر پڑھتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہاں لیکن میں تم جیسا نہیں ہوں۔'' (صحیح مسلم:735)

﴿21﴾......تیس جوانوں کی قوت:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تیس آدمیوں کی طاقت جتنی طاقت عطا کر رکھی تھی اس کی دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات یا دن میں بیک وقت اپنی تمام ازواج کے قریب جاتے تھے، وہ نو تھیں۔

راوی حدیث قتادہ رضی اللہ عنہ نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی طاقت رکھتے تھے؟

تو انھوں نے بتایا کہ: ''ہم باتیں کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیس مردوں کی قوت دی گئی ہے۔'' (صحیح بخاری:209)

﴿22﴾......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا حقیقت میں دیکھنا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا لہذا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔'' (صحیح بخاری:110)

لیکن ضروری ہے کہ خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیے اور صورت کی شناخت رکھتا ہو۔

﴿23﴾......جامع الکلمات کی عطا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے جامع کلمات کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور رعب کے ذریعے سے میری مدد کی گئی ہے۔'' (صحیح بخاری:2977)

جامع کلمات سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گفتگو کے لیے ایسے کلمات نوازے تھے کہ جو مختصر ہوتے تھے مگر معنی و مفہوم کے اعتبار سے بہت وسیع ہوتے تھے مثلاً چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

1: ''اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ''.

والد جنت کا درمیان والا دروازہ ہے۔ (ترمذی:1822)

2: اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ. گناہ پر شرمندگی توبہ ہے۔ (سنن ابن ماجہ:4242)

3: تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ .

''تیرا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا تیرے لئے صدقہ ہے۔'' (ترمذی:1879)

4: اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ.

دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔'' (صحیح مسلم:5656)

5: مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ.

''جس نے لوگوں کا شکر ادا نہ کیا اس نے اللہ کا شکر ادا نہ کیا۔'' (ترمذی:1778)

﴿24﴾......آپ کی موجودگی عذاب سے بچاؤ کی ضامن:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء سے یہ بھی اعزاز عطا فرمایا کہ آپ جب تک اپنے اصحاب کے اندر موجود (زندہ) رہیں گے اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہیں دیں گے اور امت کے لیے بھی اعزاز رکھا کہ اگر ان میں استغفار کرنے والے موجود ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اس اُمت کے لوگوں کو عذاب نہیں دے گا......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ

اور اللہ کبھی ایسا نہیں کہ انہیں عذاب دے جبکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان میں موجود ہوں، اور اللہ انہیں عذاب دینے والا نہیں کہ وہ بخشش مانگتے ہوں۔ (سورۃ الانفال:33)

﴿25﴾......قبر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال:

ہر انسان اس دنیا فانی کو چھوڑ کر جانے والا ہے جب بھی اس کی روح قبض کی جاتی ہے کچھ دیر بعد دو فرشتے منکر نکیر سوال و جواب کے لیے حاضر ہوجاتے ہیں اور چار سوال کرتے ہیں: تیرا رب کون ہے......؟ تیرا دین کیا ہے......؟ تیرا نبی کون ہے......؟

جب وہ جواب دے لیتا ہے تو پوچھتے ہیں یہ تجھے کیسے پتہ چلا اور پوچھے گئے سوال سے مراد نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں یہ اعزاز بھی کسی نبی کو حاصل نہیں، اگر میت نیک ہے تو یہ اچھی خوبصورت شکل میں آتے ہیں اور اگر میت بری ہے تو ڈراونی شکل میں آتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب مردہ کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس کالی آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں جن میں سے ایک منکر اور دوسرا نکیر ہوتا ہے اور وہ دونوں اس میت سے فرماتے ہیں

وہ دونوں اس مردہ سے پوچھتے ہیں کہ تم اس آدمی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا کہتے تھے؟

اگر وہ آدمی مومن ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے بھیجے ہوئے (رسول) ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، (یہ سن کر) وہ دونوں فرشتے فرماتے ہیں۔

ہم جانتے تھے کہ تو یقیناً یہی کہے گا، اس کے بعد اس کی قبر کی لمبائی اور چوڑائی میں ستر ستر گز کشادہ کر دی جاتی ہے اور اس مردہ سے کہا جاتا ہے کہ (سو جاؤ) مردہ کہتا ہے (میں چاہتا ہوں) کہ اپنے اہل وعیال میں واپس چلا جاؤں تاکہ ان کو اپنے اس حال سے باخبر کر دوں۔

فرشتے اس سے فرماتے ہیں تو اس دُلہن کی طرح سو جا، جس کو صرف وہی آدمی جگا سکتا ہے جو اس کے نزدیک سب سے محبوب ہو یعنی ہر کسی کا جگانا اچھا نہیں لگتا کیونکہ اس سے وحشت ہوتی ہے البتہ جب محبوب جگاتا ہے تو اچھا لگتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس جگہ سے اٹھائے۔ اور اگر وہ مردہ منافق ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو جو کچھ کہتے سنا تھا وہی میں کہتا تھا لیکن میں (اس کی حقیقت کو نہیں جانتا (منافق کا یہ جواب سن کر) فرشتے فرماتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ یقیناً تو یہی کہے گا...... (اس کے بعد) زمین کو مل جانے کا حکم دیا جاتا ہے، چنانچہ زمین اس مردہ کو اس طرح دباتی ہے کہ اس کی دائیں پسلیاں بائیں اور بائیں پسلیاں دائیں نکل آتی ہیں اور اسی طرح ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس جگہ سے اٹھائے۔ (جامع الترمذی: 1071)

﴿26﴾......زمینی خزانوں کی چابیاں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس دوران میں کہ میں سویا ہوا تھا، زمینی خزانوں کی چابیاں لا کر میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں راوی ابو ہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ تو چلے گئے اور تم ان خزانوں کو نکال رہے ہو۔" (صحیح بخاری: 2977)

﴿27﴾......مقام وسیلہ اور درجات فضیلہ کی عطا:

مقام وسیلہ جنت میں اعلیٰ ترین مقام ہے جو اللہ تعالیٰ صرف جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو روز قیامت عطا فرمائیں گے۔ ارشاد باری تعالی ہے: عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

"قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔" (سورۃ الاسراء: 79)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا تھا کہ: "جو آدمی میرے لیے اللہ تعالیٰ سے اس مقام وسیلہ کی دعا کرے گا میں روز قیامت اس کی سفارش کروں گا۔"

حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص نے اذان سن کر یہ کلمات کہے: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ۔

یا اللہ! اس توحید کی عمل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے پروردگار! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ، بزرگی اور مقام محمود عطا فرما جس کا تو نے اس سے وعدہ فرمایا ہے۔ تو قیامت کے دن اسکی سفارش کرنا میرے ذمہ ہوگی۔" (جامع الترمذی: 3611)

﴿28﴾......عرش کے قریب خاص مقام:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"روز محشر مجھے جنتی لباس پہنایا جائے گا اور آپ کا قیام عرش کے دائیں طرف ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں سب سے پہلے زمین سے نکلوں گا پھر مجھے جنتی لباس پہنایا جائے گا پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہو جاؤں گا میرے سوا تمام مخلوق میں سے کوئی بھی اس جگہ کھڑا نہ ہو گا۔" (جامع الترمذی: 3611)

﴿29﴾......اُمت محمدیہ کو امتیازی حیثیت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان کی طرف گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ"

"(اے) مومن لوگوں کے گھر والو! تم پر سلام ہو اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔"

(صحابہ رضی اللہ عنہم نے) کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟

فرمایا: "تم میرے صحابہ ہو، میرے بھائی ابھی نہیں آئے ہیں۔ میں حوض (کوثر) پر سب سے آگے ہوں گا۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے بعد والے امتیوں کو کس طرح پہچانیں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا خیال ہے ایک آدمی کے کالے سیاہ گھوڑوں میں سیاہ جسم وسفید اعضاء والے گھوڑے ہوں تو وہ اپنے گھوڑے پہچان نہیں لے گا؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پس وہ (امتی) قیامت کے دن وضو کی وجہ سے سفید چمکتے چہرے ہاتھوں قدموں کے ساتھ آئیں گے۔ اور میں حوض پر انکے کے آگے ہوں گا پھر میری امت کے کچھ لوگوں کو مجھ سے روکا جائے گا جس طرح گم شدہ اونٹ ہٹایا جاتا ہے میں آواز دوں گا آؤ آؤ (پانی پیو) تو کہا جائے گا انہوں نے دین کو بدل دیا تھا (بدعتی ہو گئے تھے) میں کہوں گا دور ہو جاؤ، دور ہو جاؤ۔ (صحیح مسلم:247)

﴿30﴾......روز قیامت آپ کی رشتہ داری کا برقرار رہنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے اُمّ کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تو میں نے انہیں لوگوں سے کہتے ہوئے سنا:

تم مجھے مبارک باد کیوں نہیں دیتے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''قیامت کے روز ہر تعلق داری اور رشتہ داری ٹوٹ جائے گی سوائے میری تعلق داری اور رشتہ داری کے۔'' (مستدرک حاکم:142/3)

﴿31﴾......ریاض الجنہ کی عنایت:

نبی مکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بھی عطا فرمایا ہے کہ آپ کے گھر اور منبر کے درمیانی جگہ کو اللہ تعالیٰ نے جنت کا ٹکڑا فرمایا ہے اور وہاں نماز پڑھنے کی تلقین بھی فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کا باغیچہ ہے۔'' (صحیح بخاری:1888)

﴿32﴾......نہر کوثر کا اعزاز:

''روز قیامت میدان محشر میں اللہ تعالیٰ ہر نبی کو ایک حوض عطا فرمائے گا جس سے وہ اپنی اپنی امت کو پانی پلائیں گے جو اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا فرمائیں گے لیکن نہر کوثر اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں عطا فرمائے گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ سورت نازل فرمائی:

اِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ. فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ. اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ. (سورۃ الکوثر)

''(اے محمد!) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے۔ تو اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو۔ کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

''کوثر جنت میں ایک نہر ہے جس پر خیر کثیر ہے آپ کی ساری امت اس نہر پر پانی پینے جائے گی اس کے برتن آسمان کے تاروں کی طرح بے شمار ہوں گے۔'' (صحیح مسلم:247)

﴿33﴾......ساتھی جن کا اسلام لانا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہر شخص کے ساتھ ایک جن ساتھی ہوتا ہے اور ایک فرشتہ۔''

لوگوں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! آپ کے ساتھ بھی؟

تو آپ نے فرمایا: ''میرے ساتھ بھی لیکن میرے جن کے خلاف اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی اور وہ مسلمان ہو گیا ہے اب وہ بھی مجھے نیکی ہی کا مشورہ دیتا ہے۔'' (صحیح مسلم:2814)

﴿34﴾......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ''امت محمدیہ'' کو اعزاز:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے دیگر انبیاء پر چھ فضیلتیں عطا فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ میری امت کو خیر الامم (بہترین امت) بنایا گیا ہے۔'' (مجمع الزوائد:269/8)

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ ''تم بہترین امت ہو۔'' (سورۃ آل عمران:110)

مزید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ایسی بہت سے چیزیں حلال کر دیں جن کے بارے میں دوسری امتوں پر سختی کی گئی تھی اور ہم پر کوئی تنگی نہیں رہنے دی۔'' (مسند احمد:393/5)

﴿35﴾......تحفظ قرآن کی ضمانت:

تمام آسمانی کتابوں کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے اس دور کے نبی پر رکھا تھا جس کی وجہ سے وہ کتابیں نبی کی رحلت کے بعد غیر محفوظ ہو گئیں اور تغیر وتبدل اور تحریف کا شکار ہو گئیں

لیکن اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کی شکل میں ایک ایسا معجزہ عطا فرمایا کہ جو کبھی تغیر وتبدل کا شکار نہیں ہو سکتا اس کی وجہ کہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ“

”بے شک یہ (کتاب) ہم ہی نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔“ (سورۃ الحجر: 9)

﴿36﴾...... جمعہ کے دن کی خصوصی عنایت:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ نے جمعہ کا دن یہود کے لیے پیش کیا انہوں نے ہفتہ کو پسند کیا...... پھر یہی دن نصاری پر پیش کیا انہوں نے اتوار کو پسند کیا...... پھر اللہ تعالیٰ نے ہم پر پیش کیا اور ہمیں اسے قبول کرنے کی توفیق بھی نصیب کی، تو اب دنوں کی ترتیب ایسے ہو گئی پہلے جمعہ پھر ہفتہ پھر اتوار، اسی طرح یہ تو روز قیامت بھی ہمارے پیچھے ہوں گی، ہم اگرچہ دنیا میں آخری امت ہیں مگر روز قیامت سب سے آگے ہوں گے۔“ (صحیح مسلم: 856)

﴿37﴾...... روزہ میں وصال کی اجازت:

”وصال“ مسلسل روزہ رکھنے کو کہتے ہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام لوگوں کو منع فرمایا ہے تو صحابہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ تو خود رکھتے ہیں آپ نے فرمایا:

”میں تم جیسا نہیں ہوں مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔“ (صحیح بخاری: 1961)

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں: ”میری اور تمہاری حالت میں فرق ہے میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا رہتا ہے۔“ (صحیح بخاری: 1964)

﴿38﴾...... آپ سے تبرک کا حصول:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اشیاء سے تبرک حاصل کیا جاتا تھا...... مثلاً صحابہ آپ کے وضوء کے پانی کے قطروں کو بھی زمین پر نہ گرنے دیتے تھے بلکہ انھیں اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر اپنے جسم پر مل لیا کرتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ

عام لوگوں کو بھی پسینہ آتا ہے میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پسینہ آتا تھا مگر فرق یہ تھا کہ آپ کے پسینہ سے خوشبو آتی تھی۔

صحابہ اور صحابیات اسے اپنے پاس محفوظ کر لیتے اور پھر اسے بطور تبرک استعمال

کرتے۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث موجود ہے۔

مزید ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ”اے اللہ کے رسول! ہم اپنے بچوں کے لیے اس کی برکت کی امید رکھتے ہیں (وہ بچوں کی دوائی میں ڈال کر حصول شفاعت کے لیے تبرک حاصل کرتی تھیں) تو آپ نے فرمایا: ”تو نے اچھا کیا۔“ (صحیح مسلم: 2331)

﴿39﴾...... تحفہ کی اجازت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا لایا جاتا تو آپ پوچھ لیتے کہ یہ کیا ہے؟
اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو کھا لیتے، اگر کہا جاتا کہ یہ صدقہ ہے تو آپ نہ کھاتے۔“

(صحیح مسلم: 1077)

﴿40﴾...... صدقہ کی حرمت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”صدقات لوگوں کی میل کچیل ہوتے ہیں یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال نہیں۔“ (صحیح مسلم: 1072)

مولانا ظاہر رحمٰن
امام و خطیب جامع مسجد حنفیہ بابارو ڈاروڈ

اچھی عادتیں اپنائیں

(Building Healthy Habits)

مولانا محمد عدنان رشید

اچھی عادتیں کامیابی کی ضامن:

عادتیں انسانی شخصیت کی عکاس ہوتی ہیں۔

عادتیں دو قسم کی ہوتی ہیں: اچھی اور بری۔

اچھی عادتیں جس قدر مفید ثابت ہوتی ہیں، اسی طرح بری عادتیں اتنی ہی مضر واقع ہوئی ہیں۔ کسی بھی انسان کے لیے اچھی عادات کو اپنانا مشکل ہوتا ہے، لیکن ناممکن نہیں ہے۔

اچھی عادات اپنانے سے انسان کی زندگی سہل اور آسان ہو جاتی ہے...... جبکہ بری عادات سے زندگی خاصی مشکل و بدتر ہو جاتی ہے۔

زندگی میں ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں، وہ ہماری عادات ہی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

عادت ابتدا میں کچے اور باریک دھاگے کی طرح کمزور ہوتی ہے، مگر ہر گزرتے لمحے کے ساتھ موٹے رسے کے مثل سخت اور مضبوط ہو جاتی ہے، جس کو توڑنا یا اس سے خود کو آزاد کروانا انتہائی جان گسل کام بن جاتی ہے۔

اسی لیے کہا گیا ہے کہ بری عادتیں انسان کے ساتھ اس کی قبر تک جاتی ہیں۔

☆......ایک عادت بننے کا دورانیہ:

کسی بھی عادت کے بننے میں کافی وقت درکار ہوتا ہے...... یہ کوئی حادثہ نہیں ہے جو اچانک واقع ہو جائے...... ایک سروے کے مطابق ایک عادت بننے میں:

(1) کم از کم 18 دن...... (2) اوسطاً 66 دن...... (3) زیادہ سے زیادہ 254 دن......

1......روزانہ کے معمولات کا جائزہ:

اپنی ڈیلی روٹین کا جائزہ لیں کہ اس میں کون سی اچھی عادات نہیں ہیں، جو آپ کے اہداف و مقاصد کے حصول میں معاون ہو سکتی ہیں...... جب اچھی عادات کی نشان دہی ہو جائے تو پھر ان کو اپنے روزانہ کے معمولات میں شامل کر لیں، مثال کے طور پر اگر آپ کو ورزش

کے لیے وقت نہیں ملتا تو دفتر یا بازار کی طرف جانا ہو تو گاڑی پر جانے کے بجائے پیدل چلیں۔

2......چھوٹے چھوٹے قدم اٹھانا:

اسی طرح اچھی عادات کو اپنانے کے لیے شروعات میں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائیں...... جیسا کہ اگر آپ نو گھنٹے کی نیند لیتے ہیں تو اس کو کم کرنے کے لیے اگلی رات چھ گھنٹے سونے کے بجائے اس کو پندرہ منٹ کم کر لیں...... پھر دو تین دن اس حالت پر برقرار رہیں...... پھر اس کو مزید پندرہ منٹ کم کرتے جائیں...... یہاں تک کہ آپ کی نیند نو سے چھ گھنٹے پر آ جائے۔

3......برے کو اچھے میں بدلنا:

اگر آپ بری عادات کے شکنجہ میں پھنس چکے ہیں تو ان سے چھٹکارا پانے کے لیے ان بری عادات کو اچھی عادات میں تبدیل کر دیں۔ مثلاً اگر آپ کولڈ ڈرنکس کے شوقین ہیں تو اس سے جان چھڑانے کے لیے آپ پھلوں کا تازہ جوس استعمال شروع کر دیں۔

4......ماحول میں تبدیلی لانا:

اچھی عادتیں اپنانے میں ماحول کا کردار بہت اہم ہوتا ہے...... اس لیے اپنے ماحول کو تبدیل کریں...... جہاں آپ کا زیادہ وقت گزرتا ہے تو اس میں معمولی تبدیلیاں کریں...... اس سے بھی انسان کی عادات میں تبدیلی واقع ہوتی ہے...... کام کرنے یا پڑھنے کی جگہ میں ٹیلی ویژن یا ٹیلی فون نہ ہو، ورنہ اس سے کام پر فوکس نہیں آئے گا اور ذہنی انتشار الگ سے ہوگا۔

5......دوسروں سے مدد لینا:

آپ اپنے بھائی، والدین یا اہلیہ سے اچھی عادات اپنانے کے لیے مدد یا رہنمائی کا کہہ سکتے ہیں...... کھانے پینے اور رہن سہن کے معاملے میں گھر والے کافی مددگار ثابت ہو سکتے ہیں اور دفتری اُمور میں آپ کے دوست یا کولیگز بہتر رول ادا کر سکتے ہیں۔

6......جزا اور سزا دینا:

جب آپ اچھی عادت اپنانے میں کامیاب ہو جائیں تو خود کی حوصلہ افزائی کے لیے اپنے آپ کو انعام دیں...... اگر کہیں اچھی عادت اپنانے میں کوتاہی ہو گئی تو خود کو سزا دیں اور اس کی تلافی کی کوشش کریں۔

ایک جملے نے زندگی کا رخ بدل دیا

برائے مہربانی اسکولازمی پڑھیں بہت قیمتی مثالیں ہیں

بعض اوقات استاد...... یا کسی بڑی شخصیت کا فقط ایک جملہ...... طالب علم کی زندگی ہی بدل ڈالتا ہے۔ اور اُمت کو اس سے وہ فائدہ پہنچتا ہے...... جو اِس جملہ کہنے والے کے تصور میں بھی نہیں ہوتا...... صرف ایک بات فرش سے عرش تک پہنچا دیتی ہے۔

چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

﴿1﴾ امام محمد بن احمد ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جو اسماء الرجال کے امام کامل ہیں...... اپنے شیخ امام برزالی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں:

''یہ وہی ہیں جنہوں نے مجھے طلبِ حدیث کا شوق دلایا، اُنہوں نے میری لکھائی دیکھ کر فرمایا: ''تمھاری لکھائی محدثین جیسی ہے۔''

اُن کا یہ قول میرے دل میں گھر کر گیا اور میں نے اُن سے سماع کیا اور اُن کے ذریعہ کئی علوم میں مہارت حاصل کی۔'' (الدرر الکامنۃ، ???؟?)

امام برزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تو ایک جملہ ارشاد فرمایا...... لیکن اس کے بدلے اُمت کو ''تاریخ اسلام''...... ''سیر اعلام النبلاء''...... ''تذکرۃ الحفاظ''...... ''میزان الاعتدال''...... ''تذهيب تهذيب الكمال'' اور ''الكاشف'' جیسی بلند پایہ کتب اُمت کو امام ذہبی کے قلم سے نصیب ہوئیں۔

﴿2﴾ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم کتاب ''الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه'' جسے ہم ''صحیح بخاری'' کے نام سے جانتے ہیں...... اس کتاب کی وجہ بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ محترم اسحاق بن راھویہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جملہ بنا...... چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس کتاب کے لکھنے کا ایک سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں امام اسحاق بن راھویہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا:

''کاش تم میں سے کوئی ایک ایسی کتاب لکھے جس میں صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث ہوں۔''

امام بخاری فرماتے ہیں کہ: ''یہ بات میرے دل میں اُتر گئی لہذا میں اس کتاب کو جمع کرنے میں لگ گیا۔ (ملخصا من التوضیح لابن ملقن، ??؟?)، (تغلیق التعلیق لابن حجر، ???؟?)

﴿3﴾ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ جن کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں...... ابتداءً صرف کاروبار میں ہی مشغولیت تھی آپ کو امام اعظم بنانے والی شخصیت بھی آپ کے استاذ محترم امام عامر بن شراحیل الشعبی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جملہ ہی تھا۔

عقود الجمان میں ہے:

ابو محمد عبد اللہ حارثی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے امام ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''ایک دن میں امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے گزرا تو وہ بیٹھے ہوئے تھے اُنہوں نے مجھے بلایا اور فرمایا: ''کہاں آنا جانا رکھتے ہو؟

میں نے جواب دیتے ہوئے کہا: ''فلاں کے پاس جاتا ہوں۔''

امام شعبی نے فرمایا: ''میری مراد بازار نہیں، بلکہ علماء کے پاس جانا تھا۔

اس پر میں نے کہا: ''میں اُن کے پاس کم ہی جاتا ہوں۔''

اُنہوں نے فرمایا: ''ایسا نہ کرو...... بلکہ تمہیں تو علم وعلماء کی مجالس کی طرف توجہ دینی چاہیے...... بے شک میں نے تم میں بیدار مغزی وذہانت دیکھی ہے۔''

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اُن کی اِس بات نے مجھ پر بہت اَثر کیا اور میں نے کاروبار ترک کیا اور علم حاصل کرنے لگا۔ اللہ پاک نے ان کی بات کی وجہ سے مجھے بہت نفع عطا فرمایا۔'' (عقود الجمان: 64)

﴿4﴾ امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ فقہ حنفی کے عظیم پیشوا ہیں آپ کے استادوں میں امام زفر اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما جیسی عظیم ہستیاں شامل ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میں علم حاصل کرنے کے لیے پہلے امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جایا کرتا تھا...... جو

مسئلہ مجھ پر دشوار ہوتا میں اُن سے اِس مسئلے کے متعلق سوال کرتا تو وہ میرے لیے اس مسئلے کی وضاحت کرتے ......لیکن میں سمجھ نہیں پاتا تھا بالآخر جب میں نے اُنہیں تھکا دیا تو اُنہوں نے فرمایا: ''تیری خرابی ہو نہ تم میں صلاحیت ہے اور نہ ہی تمھیں کوئی نفع ہوتا ہے...... مجھے نہیں لگتا ہے تم کبھی کامیاب ہو پاؤ گے۔''

حسن بن زیاد فرماتے ہیں: ''پھر میں ان کے یہاں شکستہ دل و غمگین ہو کر نکل کر ابو یوسف کے پاس آتا تو وہ میرے لیے مسئلہ کی تفصیل کرتے جب میں سمجھ نہیں پاتا تو مجھ سے کہتے: ٹھہر جاؤ، پھر مجھ سے پوچھتے: کیا اس وقت بھی تم ویسے ہی ہو جیسے تم نے شروعات کی تھی؟ میں کہتا: نہیں، کچھ چیزیں سمجھ آئی ہیں اگرچہ اپنی چاہت کے مطابق مکمل سمجھ نہیں پایا ہوں، تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے:

''جو بھی چیز کم ہوتی ہے آخر کار اپنی غایت کو پہنچ ہی جاتی ہے تم صبر کرو مجھے لگتا ہے کہ تم اپنی مراد کو پہنچ ہی جاؤ گے۔

حسن بن زیاد فرماتے ہیں: ''کہ مجھے انکے صبر سے حیرت ہوتی۔''

(حسن التقاضی فی سیرۃ الامام ابی یوسف القاضی، ص ۹۵)

استاد کے کہے پر عمل کیا تو بالآخر ایک وقت آیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امامت کے درجہ پر پہنچ ہی گئے۔

نتیجہ: لہذا آپ اپنے ماتحتوں کی حوصلہ افزائی کریں حوصلہ شکنی نہ کریں۔

نہ اور نا کا فرق!

بہت سے لوگوں کے لیے ''نہ'' اور ''نا'' کا فرق سمجھنا بڑا مشکل کام ہوتا ہے اور وہ اکثر ایک کو دوسرے کی جگہ استعمال کر لیتے ہیں۔

''نہ'' نفی کے لیے استعمال ہوتا ہے یعنی ''نہیں'' جیسے ''ایسا نہ کرو'' ...... ''وہاں نہ جاؤ'' ...... ''شور نہ مچاؤ''۔

اور ''نا'' ایک طرح تاکید...... یا بات میں وزن پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسے ''ہے نا؟'' ...... ''میں نے کہا نا!''

دانش عزیز کی یہ خوبصورت غزل ''نہ'' اور ''نا'' کا فرق سمجھنے کے لیے بہت مددگار ہے۔

کہا تھا تم سے نہ پیار کرنا وہی کیا نا
نہ لفظ بننا نہ شعر کہنا وہی کیا نا
یہ تیرا خوں تک نچوڑ لیں گے کہا تھا تجھ سے
نہ سرخ پھولوں کے پاس جانا وہی کیا نا
کہا تھا تجھے خطوط سارے چھپا کے رکھنا
کہا تھا سب کو نہ یہ دکھانا وہی کیا نا
کہا تھا چاہت سے دور رہنا یہ مار دے
کہا تھا دل کی نہ ایک سننا وہی کیا نا
پرند تم پر ہنسا کریں گے کہا تھا تم سے
نہ تم درختوں پہ نام لکھنا وہی کیا نا
یہ ٹوٹ جائیں تو سانس لینا محال ٹھہرے
کہا تھا تم سے نہ خواب بننا وہی کیا نا
کہا تھا باتوں میں تیز ہے وہ سنبھل کے رہنا
نہ اس کا ہرگز یقین کرنا وہی کیا نا
ذہین تو ہو مگر زمانہ شناس کم ہو
تمھیں کہا تھا نہ عشق کرنا وہی کیا نا

ختم نبوت والے

مولانا پیر بلال معاویہ ہزاروی

مولانا محمد حذیفہ رفیق

آمنہ بی بی کو دل کا دورہ پڑا تھا...... گھر والے رات کو ہسپتال لے کر دوڑے...... فوری طبی امداد دی گئیں...... جس سے اُن کی طبیعت سنبھل گئی...... انہیں وارڈ میں منتقل کر دیا گیا...... مریض کے ساتھ دیکھ بھال کے لیے صرف ایک ہی فرد کو رکنے کی اجازت تھی...... لہٰذا ابا کو گھر بھیج کر خالد وہیں رک گیا...... صبح وارڈ میں ہسپتال انتظامیہ کی جانب سے مریضوں کے لیے ناشتہ آیا...... اُبلے انڈے، ڈبل روٹی کے دو سلائس، جام اور مکھن جو چھوٹی سی پیکنگ میں تھے۔ خالد نے جام اور مکھن اُٹھایا اور ناشتہ تقسیم کرنے والے کی طرف چلا آیا اور ان سے کہا:

''یہ واپس لے لیں اور برائے مہربانی اسے کسی مریض کو نہیں دیجیے گا۔''

ہسپتال کے عملے نے خالد کو اچنبھے سے دیکھتے ہوئے واپس رکھ لیا۔

آمنہ بی بی کو ہوش آ گیا تھا...... راؤنڈ پر آئی ڈاکٹر نے انہیں چیک کرنے کے بعد ہلکی غذا اور پھلوں کا رس (جوس) پینے کی ہدایت دی...... خالد پرچی لیے ہسپتال کی کینٹین چلا آیا۔

''جوس دے دیجیے۔''

''کون سا ذائقہ!''

''کھٹا ہو۔''

''آم کا دے دوں بھائی؟''

''دے دیں۔'' مگر یہ کیا...... جوس کا ڈبا دیکھتے ہی خالد کے منہ کا زاویہ بگڑ گیا۔

''اس کے علاوہ کسی اور کمپنی کا نہیں ہے؟''

''نہیں...... سارے اسی کمپنی کے ہیں...... اچھا ذائقہ ہوتا ہے...... ہمارے گھر میں تو سب شوق سے یہی پیتے ہیں۔''

دکان دار نوجوان لڑکا تھا اور تھوڑا باتونی بھی، اس نے سوچوں میں گم خالد کو دو مرتبہ پکارا۔

''بولو بھائی! پیک کر دوں؟'' ''ن...... نہیں۔''

بھائی! کوئی مسئلہ پریشانی ہے؟

نوجوان لڑکے نے خالد کو اچنبھے سے دیکھا جو چہرے مہرے سے خاصا معقول معلوم ہوتا تھا اور پہناوے سے بھی کھاتے پیتے گھرانے کا لگ رہا تھا، مگر مسلسل اپنی ہتھیلیوں کو بے چینی سے مسل رہا تھا۔

سرگوشی والی آواز میں بولا: ''بھائی! آپ مسلمان ہیں؟''

''الحمدللہ! ہم جدی پشتی مسلمان ہیں...... میرے دادا امام مسجد تھے۔''

نوجوان دکان دار نے جواب دیا...... اس پر حیرت سوار تھی کہ جوس لینے والا خریدار آخر اتنے سوالات کیوں کر رہا ہے......؟ ''میرے بھولے مسلمان بھائی! کیا آپ نہیں جانتے کہ یہ قادیانی مصنوعات ہے اور بحیثیت مسلمان ہمیں اس کا سختی سے بائیکاٹ کرنا چاہیے۔

'' خالد دل گرفتگی سے کہہ رہا تھا اور دکان دار لڑکا پورے انہماک کے ساتھ خالد کی بات سن رہا تھا کہ اچانک دکان کا مالک آ گیا...... جو نہایت خرانٹ اور سخت مزاج آدمی تھا......

آتے ہی خالد پر برس پڑا اور ترش لہجے میں بولا: ''او بھائی! جاؤ کوئی اور کام نہیں ہے کیا......؟ یہ درس و تبلیغ کہیں اور جا کر کرو...... ہم یہاں کام کرتے ہیں۔''

خالد صبر کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ یہ صرف ایک دکان، ہسپتال، کا مسئلہ نہیں تھا۔ افسوس یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔

''یا اللہ! کیا کروں، کیسے کروں؟

خالد واپس آمنہ بی بی کے پاس لوٹا تو اس کا چہرہ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا، ماں کے سرہانے وہی جوس کا ڈبا دیکھتے ہی اس کا خون کھول اُٹھا، تیزی سے آگے بڑھا اور جوس اٹھا لیا، الٹ پلٹ کر دیکھنے کے بعد کچرے دان کی جانب اچھال دیا اور چپ چاپ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کیا ہوا خالد بیٹا؟'' آمنہ بی بی نے مدہم آواز میں پوچھا۔

''یہ جوس کون لایا؟'' خالد نے تڑپ کر پوچھا تو آمنہ بی بی بولیں:

''مجھے سخت پیاس لگی تھی تو یہی کسی نے میرے ہاتھ میں پکڑا دیا، مگر دیکھو تو ذرا میں چاہ کر بھی پی نہیں پائی۔ مجھے پانی چاہیے تھا۔''

"یاالٰہی خیر ہو، میرا دل سخت پریشان ہے، اماں! ہم جانے انجانے میں ایسے لوگوں کی مصنوعات استعمال کر رہے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا انکار کرنے والوں کے پیروکار ہیں اور ہم......ہم بے خبری میں ان کی جیبیں بھر رہے ہیں!

"آمنہ بی بی نے آہ بھرتے ہوئے آنکھیں موند لیں اور تسبیح پھیرتے ہوئے کہنے لگیں:"بیٹا! اگر دل میں چبھن ہو تو سمجھو ضمیر زندہ ہے......اللہ رب العزت ہم سب کو ہدایت کاملہ سے سرفراز فرمائے۔"

وارڈ میں آمنہ بی بی کے برابر ایک اور مریضہ داخل تھیں، جن کے ساتھ ان کا پوتا فائز نامی لڑکا، جو برابر والے بیڈ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، خالد کی باتوں میں دلچسپی لینے لگا۔

یہ جوس قادیانی پروڈکٹ تھا......؟ آپ کے پاس اس کا ثبوت ہے......؟

"جی ہاں! یہ شیزان نامی کمپنی قادیانیوں کی ملکیت ہے اور نہ صرف یہ، بلکہ کئی ایسی کمپنیاں ہیں جو مسلمانوں کے جذبات سے کھیلتی ہیں اور ہم صرف ذائقے، پیکنگ یا اشتہار دیکھ کر ان پر آنکھ بند کر کے یقین کر لیتے ہیں۔"

فائز کی آنکھوں سے پریشانی صاف جھلکنے لگی۔

"بھیا! میری نانی اماں کینسر کی مریضہ ہیں، میں روزانہ انہیں یہی جوس دیتا ہوں۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ مسلمان دشمنوں کی پروڈکٹ ہے۔"

ہاں بھئی! اکثر لوگ نہیں جانتے، اسی لیے شعور اُجاگر کرنا ضروری ہے......یہ صرف مذہبی مسئلہ نہیں، یہ دینی عقیدے کی غیرت کا معاملہ ہے۔"

دو دن بعد آمنہ بی بی کی طبیعت بہتر ہو گئی اور ہسپتال سے ڈسچارج کر دیا گیا......گھر واپسی سے قبل خالد نے ہسپتال کے شکایات رجسٹر میں باقاعدہ طور پر لکھ کر اپنا اعتراض درج کروایا، ساتھ ہی قادیانی پروڈکٹس کی ایک فہرست بھی لگا دی۔

اس کے بعد خالد نے ایک قدم اور آگے بڑھایا۔ اس نے مقامی مسجد کے امام صاحب کے ساتھ مل کر علاقے میں قادیانیت کے خلاف شعور بیداری مہم کا آغاز کر دیا...... ایک چھوٹی سی ٹیم بنائی، جن میں فائز، اس کے بھائی اعیان اور کچھ دوستوں کو شامل کیا......یہ ٹیم ہر جمعے کے دن مختلف مارکیٹوں، سپر اسٹور، دکانوں اور شاپنگ سینٹر وغیرہ میں جا کر دکانداروں

کو اس سلسلے میں آگاہی دیتی...... پمفلٹ تقسیم کرتی اور بائیکاٹ کی اہمیت بتاتی۔

شروع میں کئی لوگوں نے ان کا مذاق اڑایا، بے دلی سے سنا، مگر آہستہ آہستہ اثر ہونے لگا۔ کافی دکانداروں نے بائیکاٹ کرتے ہوئے قادیانی مصنوعات رکھنا ہی بند کر دیں۔

ایک دن خالد کو آمنہ بی بی کے چیک اپ کے لیے ہسپتال جانا پڑا...... پانی لینے کے لیے کینٹین کی جانب چلا آیا تو وہی کینٹین والا لڑکا خالد کو دیکھ کر کھل اُٹھا اور پرجوش ہو کر بولا:

"بھائی! میں نے کینٹین کے مالک سے بات کی ہے، الحمدللہ وہ مان گئے ہیں۔ اب ہم صرف حلال سرٹیفائیڈ کمپنیوں کی چیزیں رکھیں گے۔"

خالد کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔

"جَزَاکَ اللّٰهُ خَیْرًا! یہی شعور ہماری طاقت ہے۔"

خالد محبت سے معمور لہجے میں بولا:

"ختمِ نبوت ہمارا ایمان، قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ ہمارا عزم ہے!"

قادیانی مصنوعات کی تصویر

Eastern
Veterinary Services
ALL POULTRY NEED UNDER ONE ROOF
IT'S FOR POULTRY WE HAVE IT!
KARACHI
Ph: 021-34526904
021-34523337
FAISALABAD
Ph: 041-2626452
041-2621179
LAHORE
Ph: 042-37503618
RAWALPINDI
7- 2nd Floor, Allied Plaza, Chandni Chowk, Murre Road, Pawalpindi - Pakistan
Ph: 051 4927362-65 , FAX: 051 4927361, E-mail: estrnbio@dsl.net.pk

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات: ایک نظر میں
(مفتی شکیل منصور القاسمی)

1......حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا:

خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قُصَی بن کلاب القرشیہ الاسدیہ، قصی پر پہنچ کر آپ کا خاندان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا اور لوی بن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد تھیں۔ یہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی تھیں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے قبل نکاح کیا تھا۔ اس وقت آپ کی عمر 25 سال تھی اور حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا اس وقت 40 سال کی بیوہ تھیں۔

ان کی پہلی شادی ابوہالہ بن زرارہ سے ہوئی تھی۔ ان سے آپ کے یہاں دو بیٹے پیدا ہوئے: ہند اور ہالہ، ان کے انتقال کے بعد عتیق بن عائذ کے نکاح میں آئیں۔ عتیق کے انتقال کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں داخل ہوئیں۔]الاصابۃ: ج:۸، ص:۹۹[

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خدیجہ کے یہاں چھ اولاد ہوئیں جن میں دو بیٹے تھے اور چار بیٹیاں تھیں:

1: قاسم بن محمد ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے بیٹے تھے، انہی کے نام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم تھی، صغرسنی میں مکہ میں انتقال کیا، اس وقت پیروں پر چلنے لگے تھے۔

2۔ زینب بنت محمد، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑی دختر تھیں۔

3۔ عبداللہ بن محمد، انہوں نے بہت کم عمر پائی، چونکہ زمانہ نبوت میں پیدا ہوئے تھے اس لئے طیب اور طاہر کے لقب سے مشہور ہوئے۔

4۔ رقیہ بنت محمد رضی اللہ عنہا 5۔ ام کلثوم بنت محمد رضی اللہ عنہا

6۔ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا۔ (سیر اعلام النبلاء: ج:۳، ص:۱۱۴)

مکہ مکرمہ میں 556ء میں پیدا ہوئیں اور مکہ مکرمہ میں 619ء کے دوران وفات پائی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا نے 25 سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزارے۔ 15 سال بعثت سے قبل اور دس سال بعث کے بعد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں کسی عورت سے شادی نہیں کی۔ سوائے ابراہیم رضی اللہ تعالی عنہ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد انہیں کے بطن سے ہوئی جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کا انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پچاس سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے اور سوائے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی بیوی نہیں تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر بھی نکاح کئے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کی وفات کے بعد کئے ہیں۔

2......حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالی عنہا:

یہ وہ پہلی خاتون تھیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے انتقال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں اور یہ ایک معمر خاتون تھیں جو پہلے سکران بن عمرو انصاری کے نکاح میں تھیں۔ اگرچہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں بڑی تھیں؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اس حکمت و مصلحت کی بدولت ان سے نکاح کیا کہ ایک تو یہ مؤمنات مہاجرات میں سے تھیں اور دوسرا ان کا خاوند ہجرت حبشہ کے بعد انتقال کر گیا اور یہ اکیلی رہ گئیں، کوئی ٹھکانہ اور مددگار نہیں تھا۔ اگر گھر والوں کے پاس جاتیں تو وہ انہیں شرک پر مجبور کرتے یا پھر شدید تکالیف سے دوچار کرتے۔ چنانچہ آپ نے ان کے صدق ایمان اور اخلاص کی وجہ سے اپنی زوجیت کا شرف بخشا اور ان سے نکاح کر کے اور اپنی کفالت میں لے کر ان پر احسان عظیم فرمایا۔

589ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں اور 674ء میں مدینہ منورہ میں وفات پائیں۔

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی، پہلے شوہر سکران سے ایک لڑکا تھا جس کا نام عبدالرحمٰن تھا، انہوں نے جنگ جلولاء (سن 16 ہجری، موافق 637ء) فارس میں شہادت حاصل کی۔

3......حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہما:

سن 10 نبوی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح ہوا، ازواج مطہرات رضی اللہ تعالی عنہن میں یہی ایک خاتون تھیں جو کنواری تھیں۔ ان کے علاوہ کسی کنواری عورت سے آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی نہیں کی۔

614ء مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ حضور کی سب سے پیاری زوجہ تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار انہیں "حُـمَـیـرا" کہہ کر بھی پکارا کرتے تھے۔ واقعہ اِفک میں آپ کی پاکدامنی کا بیان قرآن حکیم میں نازل ہوا، **678**ء کے دوران حجرہ عائشہ، مدینہ منورہ میں وفات پائیں۔

یوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بیویاں علمی اور عملی لحاظ سے یکتائے روزگار تھیں؛ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان میں سب سے زیادہ زیرک ذکی اور قوی الحفظ خاتون تھیں۔ بلکہ علمی لحاظ سے اکثر معاصر صحابی وصحابیات میں طبعی ذہانت و فطانت، فراست و متانت اور وسعت علمی کے اعتبار سے ممتاز وفائق تھیں، اکثر کبار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے جب کوئی مشکل سوال پیش آجاتا تو وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کو حل کر دیتی تھیں۔ کم وبیش آٹھ ہزار صحابہ وصحابیات نے علمی وفقہی معلومات حاصل کرنے کیلئے آپ سے سلسلہ تلمذ قائم کیا۔ آپ مکثرین الروایۃ صحابیات میں سے ہیں، آپ سے مروی احادیث کی تعداد (بہ حذف مکررات) دو ہزار دو سو دس ہے۔ (سیر أعلام النبلاء للذہبی 2/139)

4...... حضرت **حفصہ بنت عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آنے سے پیشتر یہ بیوہ ہو چکی تھیں، ان کا پہلا نکاح خُنَیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا جو جنگ بدر میں شدید زخمی ہوئے اور پھر انہی زخموں سے جانبر نہ ہو سکے اور روح پرواز کر گئی۔ وہ ان شجاع اور بہادر مردوں میں سے ایک تھے جن کی بہادری، شجاعت اور جہادی کارنامے تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ سنہری حروف سے لکھے جاتے ہیں۔ بیوہ ہونے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں، نکاح کے وقت **12** سال کی متوفی عنہا زوجہا (بیوہ) تھیں۔

604ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں اور **661**ء مدینہ منورہ میں ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی، ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مصاحبت کی مدت آٹھ سال (8) ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی، ان سے مروی

روایات حدیث کی تعداد ساٹھ (60) ہے۔

5...... حضرت **زینب بنت خزیمہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا۔ یہ بے باک ونڈر مجاہد، شہید اسلام عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کی بیوہ تھیں جو غزوہ بدر کی پہلی مبارزت میں شہید ہو گئے تھے، لیکن عزم واستقلال کا پہاڑ، یہ خاتون خاوند کی شہادت کے باوجود زخمیوں کو طبی امداد بہم پہنچانے اور ان کی مرہم پٹی کرنے کے فرائض برابر سرانجام دینے میں مستقل مصروف عمل تھیں۔ خاوند کی شہادت انہیں اپنے فرائض سے غافل نہ کر سکی؛ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کفر واسلام کے اس عظیم معرکہ میں فتح وکامرانی سے ہمکنار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان کے صبر واستقلال اور جہاد کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس خاتون سے **400** درہم مہر کے عوض نکاح کر لیا۔

595ء مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں اور **626**ء میں مدینہ منورہ میں بعمر تیس سال (30) وفات پائیں۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مصاحبت کی مدت صرف تین ماہ رہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

6...... حضرت **ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ مخزومیہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

یہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں چھٹے نمبر پر ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے وقت بیوہ تھیں، عبداللہ بن عبدالاسد (جو ابوسلمہ کے نام سے مشہور ہیں اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے) سے پہلے نکاح ہوا، جنگ احد میں وہ شہید ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں۔

596ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں اور **681**ء میں مدینہ منورہ میں وفات پائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدت مصاحبت 7 سال رہی۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے بعد امہات المومنین میں سب سے زیادہ ان سے احادیث مروی ہیں، ان کی مرویات حدیث کی تعداد 378 ہے۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے یہاں کوئی بھی اولاد نہیں ہوئی؛ البتہ ان کے پہلے شوہر ابوسلمہ سے تین اولاد تھی: 1: عمر بن ابی سلمہ۔ 2: سلمہ جن کے نام پر ان کے پہلے شوہر کی کنیت ابوسلمہ تھی۔ 3: زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہم۔

7......حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں، یعنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی زاد بہن تھیں، ان کا نکاح پہلے زید بن حارثہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولا بیٹے) سے ہوا تھا۔ مطلقہ ہوگئیں تو آپ کے حرم میں آئیں۔ اس نکاح میں ایسی عظیم حکمت کار فرما تھی، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی اور شادی میں نہ تھی۔ وہ یہ کہ متبنّیٰ کے بارے میں جو غلط تصور رائج ہو چکا تھا اس کی بیخ کنی کر دی گئی۔

588ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں اور 641ء میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدت مصاحبت 5 سال رہی، ان سے مروی احادیث کی تعداد 11 ہے، ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

8......حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

آپ کا نام بَرّہ تھا جسے بدل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ رکھ دیا...... حارث بن ضرار قبیلہ بن مصطلق کے رئیس کی بیٹی تھی۔ ان کی پہلی شادی مسافع بن صفوان سے ہوئی تھی جو غزوہ مریسیع میں قتل ہوگیا اور جویریہ مسلمانوں کے ہاتھ میں قید ہوگئی۔ ان کا خاوند اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن تھا۔

608ء میں مدینہ منورہ میں پیدائش ہوئی اور 676 عیسوی میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدتِ مصاحبت چھ (6) سال تھی، مرویات حدیث سات (7) ہیں۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

9......حضرت صفیہ بنت حُیَی بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

یہ قبیلہ بنو نضیر کے سردار کی بیٹی تھیں، حضرت ہارون علیہ السلام سے ان کے والد کا خاندانی تعلق تھا۔ ان کا نکاح سلام بن مشکم القرظی سے ہوا تھا، سلام نے طلاق دی تو کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں، جو ابو رافع تاجر حجاز اور رئیس خیبر کا بھتیجا تھا، کنانہ جنگِ خیبر (محرم 7 ہجری) میں مقتول ہوا اور صفیہ اسیر ہو کر آئیں۔ حضرت دحیہ کلبی کے حصے میں آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خرید لیا۔ مشرف باسلام ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد فرما کر ان سے نکاح کر لیا۔ ان کی آزادی کو ان کا حق مہر قرار دیا۔ (صحیح بخاری 371)

610ء، مدینہ منورہ میں پیدائش ہوئی اور 670ء، مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدت مصاحبت ہونے چار سال تھی، ان کی مرویات حدیث دس (10) ہیں، ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

10......حضرت ام حبیبہ (رملہ) بنت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

مشہور سردار قریش ابوسفیان ابن الحرب کی بیٹی تھیں، اور بیوہ تھیں، پہلے ان کا نکاح زینب بنت جحش کے بھائی عبیداللہ بن جحش سے ہوا تھا۔ انہی کے ساتھ وہ ہجرت کر کے حبشہ چلی گئی تھیں۔ حبشہ پہنچنے کے بعد عبیداللہ بن جحش نے عیسائی مذہب قبول کر لیا اور اپنی بیوی ام حبیبہ کو بھی عیسائیت قبول کرنے کی دعوت دی لیکن ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عیسائیت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد حبشہ ہی کے اندر عبیداللہ بن جحش کا انتقال ہو گیا۔ شاہ نجاشی نے ان کا نکاح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چار ہزار درہم مہر بھی ادا کیا۔

594ء مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں اور 666ء مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ البتہ پہلے شوہر عبیداللہ بن جحش سے آپ کے یہاں ایک لڑکا عبداللہ اور ایک لڑکی حبیبہ تھی۔ اسی بیٹی حبیبہ کی وجہ سے آپ کی کنیت ام حبیبہ پڑی۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدت مصاحبت پانچ سال (5) رہی۔ ان کی مرویات حدیث پینسٹھ (65) ہیں۔

11......حضرت میمونہ بنت حارث الہلالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

ان کا نام بھی بَرّہ تھا جسے حضور نے بدل کر میمونہ رکھ دیا تھا، یہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے آخری بیوی تھیں۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے ابو رہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں تھیں اور سنہ 7 ہجری میں پہلے شوہر کی وفات ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنہ 7 ہجری میں ان سے نکاح فرمایا۔ 592ء مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں اور 672ء مکہ مکرمہ کے مقام سرف میں وفات ہوئی۔ اتفاق ہے کہ نکاح بھی اسی جگہ پر ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدت مصاحبت پونے تین سال رہی۔ ان کی مرویات حدیث 76 ہیں۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ (زاد المعاد (1/105-114)

(مستفاد امہات المومنین کا مختصر تعارف/ جناب ابو البیان رفعت صاحب)

نوٹ: یہ کل گیارہ میرے آقا کی وہ ازواج مطہرات ہیں جن کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلوت اختیار فرمایا تھا، ان میں سے دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں فوت ہوگئیں؛ یعنی سیدہ خدیجہ اور زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، جبکہ بقیہ 9 ازواج مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت باحیات تھیں۔ اس بات پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے۔

جنت میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت!

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت وسنت اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرماں برداری میں دونوں جہانوں کی کامیابیاں ہیں۔

مختلف احادیث میں کچھ ایسے اعمال بھی بتائے گئے ہیں......جن کی بدولت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی قرب اور جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب ہوتی ہے۔

1......گناہوں سے پرہیز اور فرائض کی پابندی:

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

''جو آدمی اِس حال میں فوت ہو کہ خصوصاً یہ کبیرہ گناہ نہ کئے ہوں: شرک......ناحق قتل......میدانِ جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا......پاک دامن عورت پر تہمت لگانا......جادو......یتیم کا مال کھانا......والدین کی نافرمانی......سود......اور نماز قائم کرتا رہا......اور زکوۃ دیتا رہا تو وہ جنت کے درمیانی حصہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ساتھی ہوگا......جس جنت کے دروازوں کی چوکھٹ سونے کی ہوں گی۔ (الترغیب 1123، اسنادہ ضعیف)

2......یتیم کی پرورش:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

''میں اور یتیم کی کفالت (پرورش) کرنے والا جنت میں اِس طرح اکٹھے ہوں گے، جیسے شہادت کی انگلی اور درمیانی بڑی انگلی۔'' (صحیح البخاری، رقم الحدیث 5304)

3......اچھے اخلاق:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

"آخرت میں مجھے سب سے زیادہ محبوب اور میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جس کے اخلاق عمدہ ہوں۔" (ترمذی 2018، اسنادہ حسن)

4......درود شریف کی کثرت:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

"قیامت کے دن ہر جگہ میرے زیادہ قریب مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والا ہوگا۔" (شعب الایمان 2773، اسنادہ ضعیف)

5......سنت سے محبت:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

اے بیٹے! اگر ہو سکے تو صبح اس حال میں کر کہ تیرے دل میں کسی کے بارے میں میل نہ ہو تو ایسا کیا کرو۔ بیٹے! یہ میری سنت ہے اور جس شخص نے میری سنت سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔" (ترمذی 2678، اسنادہ حسن)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے میری اُمت میں فساد کے وقت ایک سنت کو مضبوطی سے پکڑا اس کو سو(100) شہیدوں کا ثواب ملے گا۔" (الزہد الکبیر للبیہقی: 207، اسنادہ ضعیف)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

"پس میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کو لازم پکڑنا......ان کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا......دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے سے بچنا......اس لیے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔" (ابوداؤد، رقم الحدیث: 4607، اسنادہ صحیح)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واطاعت نصیب فرمائیں، آمین ثم آمین

قرآن مجید یاد رکھنے کا بہترین نسخہ

مولانا سمیع الحق
مقامی معاون سینئر جامعہ فرقانیہ مدنیہ

حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ نے ایک مجلس میں فرمایا:

کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو آدمی رات کو سورۃ بقرہ کی دس (10) آیتیں پڑھے گا تو وہ قرآن مجید نہیں بھولے گا:

"چار آیتیں شروع کی وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک۔

آیت الکرسی، اور اس کے بعد کی دو (2) آیتیں۔

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ سے اخیر سورۃ تک کی تین (3) آیتیں۔

یہ کل دس آیتیں جو شخص روزانہ رات میں پڑھے گا وہ قرآن مجید نہیں بھولے گا۔"

یہ نسخہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔

عربی روایت:

رَوَى الدَّارِمِيُّ فِيْ مُسْنَدِهِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: مَنْ قَرَأَ عَشَرَ آيَاتٍ مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ، لَمْ يَنْسَ الْقُرْآنَ: أَرْبَعاً مِنْ أَوَّلِهَا، وَآيَةَ الْكُرْسِيِّ، وَآيَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَثَلاثاً خَوَاتِيْمَهَا: أَوَّلُهَا: "لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ."

(تفسیر القرطبی، الجامع لأحکام القرآن: 1/153)(منقول از فضائل حفاظ القرآن، قاری محمد طاہر رحیمی، ص:385)

ترجمہ: دارمی نے اپنی مسند میں شعبی سے نقل کیا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا:

"جو شخص رات کو سورہ بقرہ کی یہ دس آیتیں پڑھا کرے وہ کبھی قرآن مجید نہیں بھولے گا:

چار اول سے وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک......آیت الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں خَالِدُوْنَ تک......اور بقرہ کی آخری تین آیتیں لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ سے ختم سورت تک۔" (مسند دارمی)

آپ کے مسائل کا حل

مفتی سید نادر شاہ دارالافتاء جامعہ فرقانیہ مدنیہ

جامعہ کے شب و روز
مولانا محمد طیب ہارون

اپنا پیغام پہنچائیں، صحیح خریدار تک!

ماہنامہ فیضانِ حکیم میں

اشتہار

"ماہنامہ فیضانِ حکیم کی ملک گیر اشاعت کا فائدہ اٹھائیں۔
اپنے کاروبار کا اشتہار پورے پاکستان میں پہنچائیں
اور صحیح خریداروں تک براہِ راست رسائی حاصل کریں۔"

0324-5236091

KAFALAT FOUNDATION RAWALPINDI
کفالت فاؤنڈیشن

آپ کی سخاوت!

— یتیموں، بیواؤں اور سفید پوشوں کی امید —

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ فِی الْجَنَّۃِ کَھَاتَیْنِ''
''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت اور درمیان والی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔'' (ترمذی: 1918)

ہمارا مشن: کفالت فاؤنڈیشن، جامعہ فرقانیہ مدنیہ راولپنڈی کے زیرِ انتظام ایک ایسا فلاحی شعبہ ہے جو یتیم بچوں، غریب، بیوہ خواتین، اور سفید پوش خاندانوں کی کفالت، تعلیم، تربیت اور روزمرہ ضروریات کی تکمیل کے لیے وقف ہے۔

ہم کیا کرتے ہیں؟

☆ یتیم بچوں کو دینی و عصری تعلیم، رہائش، خوراک اور تربیت فراہم کرتے ہیں۔
☆ بیوہ خواتین کو ماہانہ راشن، مالی امداد اور ہنر سکھانے کے مواقع۔
☆ سفید پوش خاندانوں کو عزتِ نفس کے ساتھ راشن، کپڑے، اور دیگر ضروریات کی فراہمی۔
☆ قرآنِ کریم کی تعلیم، اخلاقی تربیت، اور کردار سازی کا اہتمام۔

آپ کا تعاون، ان کی زندگی کا سہارا: آپ کی ایک چھوٹی سی مدد کسی کے لیے روشن کل بن سکتی ہے۔

ایک بچے کی ماہانہ کفالت: 12,000 روپے
بیوہ خواتین و سفید پوش خاندان کے لیے ماہانہ راشن پیکج: 20,000 روپے

سفید پوش خاندانوں کے لیے رازداری سے امداد حسبِ استطاعت کیوں ضروری ہے؟

ہمارے معاشرے میں ہزاروں ایسے افراد ہیں جو مدد کے مستحق تو ہیں، مگر مانگ نہیں سکتے۔ ''**کفالت فاؤنڈیشن**'' ان کے دروازے تک عزت کے ساتھ مدد پہنچاتا ہے، تاکہ وہ معاشرے میں باوقار زندگی گزار سکیں۔

آپ کیسے مدد کر سکتے ہیں؟ ﴿1﴾ زکوٰۃ، صدقات، فطرانہ، عطیات ﴿2﴾ اشیاء کی فراہمی
﴿3﴾ ماہانہ یا سالانہ کفالت ﴿4﴾ رضاکارانہ خدمات

آیئے! کسی کی دنیا سنواریں، اپنی آخرت سنوار کر آپ کا دیا ہوا ایک روپیہ، کسی کے لیے زندگی کی روشنی بن سکتا ہے۔
آج ہی **کفالت فاؤنڈیشن** سے رابطہ کریں۔ 0321-5906635 0336-0117266
0348-0002214

مولانا پیر بلال معاویہ ہزاروی